ماہ صفر اور نحوست

ماہ صفر کی شرعی حیثیت:

دنیا میں جتنے بھی کیلنڈر رائج ہیں مہینہ سب میں بارہ ہی ہیں البتہ ہر قوم نے اپنی قومی زبان کے لحاظ سے ان مہینوں کے نام رکھے ہیں عربوں نے بھی ان مہینوں کے نام عربی محاروں کی روشنی میں رکھا ہے۔اس اعتبار سے عربی سال کا دوسرا مہینہ صفر ہے دین اور شریعت میں اس مہینہ کے تعلق سے نہ تو کوئی خصوصی فضیلت وارد ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات بیان ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس مہینہ کو بے برکت اور برا سمجھا جائے اور کوئی حلال اور جائز کام کرنے سے اس مہینہ میں رکا جائے۔

ماہ صفر سے متعلق عرب جاہلیت کا عقیدہ:

اس مہینہ کے تعلق سے عرب جاہلیت کے یہاں دو غلط باتیں پائی جاتی تھیں

ا۔اس ماہ کو آگے پیچھے کرکے اس ماہ سے کھیلتے تھے۔ان کی ترتیب وتقدیم میں تاخیر سے کام لیتے تھے اور اپنے سرداروں سے یہ اعلان کرا دیا کرتے تھے کہ امسال صفر کا مہینہ پہلے اور محرم کا مہینہ اس کے بعد ہوگا ان کے اسی عمل کو''نسی'' کہا جاتا ہے جسے قرآن نے کافرانہ حرکت سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہے:﴿انما النسی زیادة فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیوطؤ عدة ما حرم اللہ لیحلوا ما حرم اللہ زین لھم سوء اعمالھم واللہ لایھدی القوم الکافرین﴾(التوبۃ ۳۷)

مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے،اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں ایک سال تو اسے حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال اسی کو حرمت والا کر لیتے ہیں، کہ اللہ نے جو حرمت رکھی ہے اس کے شمار میں تو موافقت کر لیں پھر اسے حلال بنا لیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے انہیں ان کے برے کام بھلے دکھا دیئے گئے ہیں اور قوم کفار کی اللہ رہنمائی نہیں فرماتا۔

اس کی وضاحت ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے حدیث کے راوی ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے یوم النحر،یعنی دسویں ذی الحجہ کو ہمیں خطاب کیا اور یہ بات فرمائی:'' الا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق السموٰت والارض السنة اثنا عشر شھرا منھا اربعة حرم ثلاثة متوالیات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر الذی بین جمادی وشعبان''(صحیح بخاری الج ۱۳۲ حدیث رقم:۴۶۲۷ صحیح مسلم القسامۃ ۱۰ حدیث رقم:۱۶۷۹)

بلاشبہ زمانہ اپنے اسی اصلی حالت پر لوٹ آیا ہے جیسا کہ اللہ نے اسے آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے مقدر فرمایا تھا،سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے،ان میں سے چار مہینے حرام ہیں: تین لگاتار ہیں، ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک مضر کا رجب ہے، جو جمادی الآخرہ اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

واضح رہے مذکورہ حدیث میں رجب کی نسبت قبیلہ مضر کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ یہ عرب کے دیگر قبائل کے بالمقابل رجب کی حرمت کے سلسلے میں زیادہ سخت تھے اور اس کا پاس ولحاظ کرتے تھے۔

۲۔ ماہ صفر کو منحوس اور باعث نقصان سمجھتے تھے اور اپنے انہیں مزعومہ عقائد کی بنیاد پر بدشگونی سے بچنے کے لئے انہوں نے مختلف قسم کی شرک وبدعات غلط رسم ورواج کو بھی جنم دے لیا تھا۔

کہا یہ جاتا ہے کہ نحوست کے اعتقاد کے پیش نظر ہی انہوں نے اس مہینہ کا نام صفر رکھا تھا جس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔

× چونکہ اس ماہ میں عموما ان کے گھر خالی رہتے تھے مسلسل تین حرمت والے مہینوں کے بعد جب یہ مہینہ آتا تو جنگ وجدال کے یہ عادی لوگ لڑائی بھڑائی اور سفر میں چل

دیتے تھے اور اس سے ان کا مکان خالی ہو جاتا اور جب مکان خالی ہو جائے تو عرب کہتے ہیں صفر المکان۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''وصفر سمی بذلك لخلو بیوتھم منھم حین یخرجون للقتال والأسفار (ابن کثیر ۲/۱۴۵

ماہ صفر کا اس نام سے موسوم ہونا اس لئے ہوا کیونکہ وہ خود اس مہینہ میں جنگ وجدال یا دیگر اسفار کرتے اور مکانوں کو خالی کر کے چلے جاتے۔

×بعض لوگ کہتے ہیں کہ صفر کے معنیٰ ہوتا ہے خالی ہونا چونکہ یہ مہینہ منحوس ہے اور رحمتوں اور برکتوں سے یکسر خالی ہے اس واسطے عربوں نے اس کا نام صفر رکھ دیا۔

یہ عرب جاہلیت کے لوگوں کی غلط سوچ تھی کیونکہ وہ خود اس مہینہ میں جنگ وجدال کرتے اور مکانوں کو خالی کر کے چلے جاتے تھے اور آپس میں لوٹ مار کرتے تھے تو ان کے اس بدعملی کی وجہ سے ان کے خیال کے مطابق یہ مہینہ بے خیر و برکت کا بن گیا لیکن فی نفسہ ماہ صفر برا نہیں ہے اور نہ منحوس ہے۔

×ایک قول یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں قبائل کے خلاف چڑھائی کی جاتی تھی اور جو بھی انہیں ملتا اس کا سارا سامان چھین کر اسے مال سے خالی کر دیتے تھے تو وہ بغیر سامان کے رہ جاتا (لسان العرب ۴/۴۶۲

اس ماہ سے متعلق اسلام سے منسوب کردہ بدعات اور فاسد اعتقادات:

جہالت، غیر قوموں کی نقالی، اندھی تقلید، دین سے دوری کی وجہ سے آج بہت سے نام نہاد مسلمان ایسے پائے جاتے ہیں جو ماہ صفر کے بارے میں منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کی یہ سوچ ہے کہ اس ماہ میں مصائب و آلام کی ہوائیں تیزی کے ساتھ چلنے لگتی ہیں اور غم و تکلیف کے دریا تندی اور روانی سے بہنے لگتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ موضوع روایات کا سہارا لے کر یہ بات کہی جاتی ہے کہ سال میں کل دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں جس میں صرف ماہ صفر میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا بلائیں نحوستیں مسلمانوں نے بنا رکھی ہیں۔ جبکہ اسلام کی نظر میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی ثبوت کے بغیر قوم مسلم کے درمیان کچھ مہینوں کو بابرکت مان کر من گھڑت رسموں کو فروغ دیا جاتا ہے اور کچھ کے بارے میں یہ تاثر اور تصور پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ منحوس ہیں لہذا ان میں خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی و بیاہ، سے گریز کیا جائے۔

حیرانگی اس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے عیاں راچہ بیاں حوس پرست اور شکم پرور جگادریوں کی مہربانیاں ہیں جنہوں نے اپنے دھندوں کو چمکانے کے لئے مکر وفریب کی چادر میں اس قسم کی چیزوں کو رواج دیا واہی اور تباہی روایات کا سہارا لے کر لوگوں کے عقائد و نظریات پر ڈاکہ زنی کی ہے۔

حیرانگی اس سے کہیں زیادہ اس بات کی ہوتی ہے کہ اس قسم کی بے سروپا اور غلط باتیں غلط عقائد و نظریات کو یہ امت اسلام امت توحید بلا سوچے سمجھے فوراً قبول کیوں کر لیتی ہے لیکن جو بات اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ قرآن وسنت سے مزین مدلل حوالوں کے ساتھ اسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلہ اور بہانے کر کے راہ فرار اپنانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔

صفر کا مہینہ شروع ہوتے ہی علماء دین کے سامنے سوالات کی ایک طویل فہرست ہوتی ہے مولانا صاحب صفر کے مہینہ میں بیوی کا منہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں اچھا کام کر سکتے ہیں یا نہیں دوکان کھولنا مناسب ہے یا نہیں کسی نیک کام کی شروعات درست ہے یا نہیں آخر یہی تو وہ غلط عقائد ہیں جنکی وجہ سے ایمان کے قلعہ میں سیند لگ جائے گی۔

نحوست آتی ہے تو اللہ کی طرف سے، اچھائی آتی ہے تو اللہ کی طرف سے، نحوست اور بدشگونی کو کسی مہینے سے جوڑ کر دیکھا جانا غیر شرعی اور بلا دلیل ہے، نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے ان مہینوں میں کچھ نہیں ان دنوں میں کچھ نہیں برائی اور نحوست اگر ہے تو وہ خود برائی کرنے والے میں ہے۔ پس جس وقت کوئی بندہ مؤمن اللہ کی اطاعت میں گزار دے وہ اس کے حق میں مبارک زمانہ ہے اور جس زمانہ میں گناہ کا ارتکاب اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے وہی زمانہ اور وقت اس شخص کے حق میں منحوس ہے۔

آپ کے اعمال اگر اچھے ہیں تو یقینی طور پر اچھائیاں آئیں گی اور اگر آپ کے اعمال خراب ہیں تو بربادی لازم ہے اس کو صفر یا کسی مہینہ سے جوڑنا انتہائی غلط ہے

۔ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿ما اصاب من مصيبة الا بإذن الله﴾(التغابن۱۱)
کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہونچ سکتی۔
معلوم ہوا کہ آدمی کو جو بھی دکھ اور پریشانی لاحق ہوتی ہے اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہی لاحق ہوتی ہے، اس میں کسی زمانہ کا کوئی دخل نہیں، نہ کسی سال کا، نہ کسی ماہ کا، نہ کسی دن کا یہی عقیدہ توحید ہے اگر نقصان وضرر کسی کو پہونچنا ہے تو وہ ضرور پہونچ کر رہے گا خواہ وہ رمضان میں ہو، یا ماہ صفر میں، ربیع الاول میں ہو، یا محرم میں قدرت الٰہی پر کسی دن رات کا کوئی بس نہیں چلتا۔
قارئین کرام: کسی دن یا کسی مہینہ کو منحوس کہنا درحقیقت اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے اس زمانہ میں جو لیل ونہار پر مشتمل ہے نقص اور عیب لگانے کے مترادف ہے ،ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحنك فقنا عذاب النار﴾(ال عمران۱۹۱)
جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔
معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اللہ نے بے مقصد نہیں بنائی ہے
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:﴿ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض﴾(الأعراف۹۶)
اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔
غور فرمائیں آیت کریمہ میں تقوی اور اللہ کے خوف کو خیر وبرکت کا سبب قرار دیا جا رہا ہے اور جب انسان خوف الٰہی کے دولت سے محروم ہوا تو دنیا وآخرت دونوں کی بربادی لازمی ہے۔
حدیث قدسی ہے صحابی رسول حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ’’يقول الله عزوجل يؤذيني ابن آدم يسب الدهر وأنا الدهر بيدي الأمر أقلب الليل والنهار‘‘ (صحیح بخاری/تفسیر سورۃ الجاثیۃ احدیث رقم:۴۸۲۶ صحیح مسلم الألفاظ من الأدب احدیث رقم:۲۲۴۶)
اللہ عزوجل فرماتا ہے: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف پہونچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں حکم ہے میں ہی دن اور رات کو بدلتا ہوں۔
معلوم ہوا کہ دن رات کو اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں کسی کو عیب دار ٹھہرانا خالق ومالک کی کاریگری میں عیب لگانا ہے
ایک انسان کو جب بھی کسی کام کی شروعات کرنی ہو وہ استخارہ کر لے اور اس کے بعد کام کو شروع کردے اللہ کے حکم سے اس کام میں، تجارت میں برکت ہوگی چاہے دن اور مہینہ کوئی بھی ہو۔
اب اگر ناریل توڑ کر لڈو بانٹ کر کافر وفاسق کے ہاتھ سے اللہ کا نام لئے بغیر کسی کام کی شروعات کی جائے گی تو بربادی لازمی ہے کیونکہ اللہ کے نام کی جو برکت تھی وہ آپ کو حاصل نہیں ہوئی۔
رسول کریم ﷺ نے سختی سے ان تمام باطل عقائد کی تردید فرمائی جو زمانہ جاہلیت میں صفر کے مہینہ کے تعلق سے عربوں میں پایا جاتا تھا آپ نے ارشاد فرمایا ’’ولا صفر‘‘ ماہ صفر کی نحوست کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے کیونکہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا اسی نے آسمان وزمین سورج چاند ہر چیز کا خالق اللہ ہے رات ودن ماہ اور سال بھی اللہ ہی نے بنائے ہیں نہ تو بذات خود کوئی سال منحوس ہے اور نہ ہی کوئی مہینہ یا دن برا ہے منحوس دراصل انسان ہے جو صبح سے شام تک اللہ کی نافرمانی کرتا ہے عصیان وتمرد میں اپنے قیمتی لمحات کو گزارتا ہے پوری کی پوری رات جاگتا ہے مگر اپنے گناہوں کو یاد کرکے رونے میں نہیں بلکہ گناہ کے بوجھ کو اور بڑھانے میں رات رات بھر گندی

فلموں کو دیکھنے سے نحوست آتی ہے شراب پینے سے نحوست آتی ہے چوری کرنے سے نحوست آتی ہے دھوکا دے کر کمائی کرنے سے نحوست آتی ہے نحوست صفر کے مہینہ سے نہیں آتی ہے منحوس ہمارے برے اعمال ہیں جو غضب الہی کا ہمیں مستحق بنا دیتے ہیں ان کی وجہ سے نحوست آتی ہے ارشاد نبوی ہے: اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو زبان میں ہوتی۔ اور فرمایا کہ زبان سے زیادہ کوئی شے طویل عرصے تک قید و بند کی محتاج نہیں۔

کیونکہ یہی زبان جب بے لگام ہو جاتی ہے تو کفریہ کلمات بکتی ہے، گالی گلوج کرتی ہے، جھوٹ بولتی ہے، جھوٹی تہمت لگاتی ہے، جھوٹی گواہی دیتا ہے، لوگوں کی عزت و آبرو پر حملے کرتی ہے، حق کی راہ سے روکتی ہے باطل کا پرچار کرتی ہے اور کفر و شرک اور بدعات کی دعوت دیتی ہے۔ ورنہ یہی زبان قرآن کی تلاوت کرتی ہے، اللہ کا ذکر کرتی ہے، بھلائیوں کا حکم دیتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے اللہ کے دین کی طرف بلاتی ہے اور غلطیوں کی اصلاح کرتی ہے۔

بعض لوگ ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں: کہ بدشگونی اور بد فالی تین چیزوں میں محقق ہے، گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں لیکن صحیح بخاری میں یہی حدیث واضح طور پر اس قید کے ساتھ آئی ہے: ’’إن كان الشؤم ففي ثلاث: في المرأة ‘والدابة ‘ والدار ‘‘ (صحیح بخاری باب ما یتقی من شؤم المراۃ ۱۸ حدیث رقم: ۵۰۹۴)

اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں۔

حدیث کا مطلب صاف ہے بذات خود عورت منحوس نہیں بلکہ عورت اگر بد ہے، نافرمان ہے تو وہ گھر میں نحوست کا سبب ہے ورنہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورت کے بارے میں فرمایا ہے: خير متاع الدنيا المرأة الصالحة (انظر حدیث رقم: ۳۴۱۳ فی صحیح الجامع)

نیک اور صالح بیوی دنیا کی عمدہ ترین دولت ہے۔

اسی طرح جس گھر میں قرآن کی تلاوت اور نفلی نمازیں نہ پڑھی جائیں خیر اور نیکی کے کام اس گھر میں نہ کئے جائیں بلکہ فلمی گانے سنے جائیں گناہ اور معصیت کے کام کئے جائیں تو پھر وہ گھر بلاشبہ خیر سے خالی ہے بذات خود نہ ہی عورت اور نہ ہی گھر اور نہ سواری منحوس ہے۔

اچھے کام کرو اللہ اچھائی دیتے چلے جاتے ہیں خواہ کوئی سا بھی مہینہ ہو برے کام کرو گے تو رمضان المبارک میں بھی نحوست آ سکتی ہے اس طرح کے عقیدوں کو رکھنا در اصل ایک طرح کا یہ بھی ایک شرک ہے۔

موجودہ زمانہ کے بعض مسلمان صفر کے مہینہ کو شادی کے لئے بھی منحوس سمجھتے ہیں باوجودیکہ محسن انسانیت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی شادی خانہ آبادی اسی مہینہ میں ہوئی۔

مشرکین مکہ شوال کے مہینہ کو بھی شادی کے لئے بھی منحوس سمجھتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کے اس خیال باطل کی تردید فرمائی اور سیدہ عائشہ سے شادی شوال کے مہینہ میں کی سیدہ عائشہ خود بیان فرماتی ہیں: تزوجني النبي ﷺ في شوال وبنىٰ بي في شوال فأي نساء رسول الله ﷺ كان أحظى عنده مني و كانت عائشه تستحب أن تدخل نسائها ففي شوال ‘‘(صحیح مسلم/ النکاح ۱۱ حدیث رقم: ۱۴۲۳ سنن ابن ماجہ / النکاح ۵۳ حدیث رقم: ۱۹۹۰)

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے شادی شوال کے مہینہ میں کی اور شوال ہی میں ملن بھی کیا، پھر کون سی بیوی آپ کے پاس مجھ سے زیادہ نصیب والی تھی، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے یہاں کی عورتوں کو شوال میں ان کے شوہروں کے پاس بھیجنا پسند کرتی تھیں۔

تجربات اور مشاہدات یہ بتاتے ہیں کہ سیکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں شادیاں شوال اور صفر کے مہینے میں منعقد ہوئیں اور وہ خیر و برکت کا سبب بنیں اچھی طرح وہ پھل پھول رہے ہیں ان کے پاس بچے ہیں اعلی تعلیم یافتہ ہیں نحوست نہیں آئی بلکہ خوشیاں ہی خوشیاں آئیں اس لئے کہ ان کے اعمال اچھے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے بعض بدعقیدہ مسلمان اہل کتاب کی طرح ۱۳ کے عدد کو منحوس سمجھتے ہیں بالخصوص صفر کا مہینہ کی تیرہ تاریخ تو تیرہ تیزی کے نام سے مشہور ہے اپنے عقیدہ فاسد کے مطابق من گھڑت نحوست کو دور کرنے کے لئے مختلف عملیات کئے جاتے ہیں، مثلا بعض عورتیں چنے کی گھونگھنیاں ابال کر اس مہینہ میں صدقہ کرتی ہیں حالانکہ شرعا ایسا عقیدہ رکھنا ناجائز ہے دین اسلام کے صفحات اس قسم کے توہمات سے پاک ہیں۔

ہمارے یہاں تو شادی بیاہ کے تعلق سے مثل مشہور ہے کہ تین تیرہ تئیس کو شادی کا دن نہیں ہونا چاہئے اللہ جانے یہ طاق عدد ان کو کیوں نہیں بھاتا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کو طاق عدد بہت پسند تھا، مشرکین مکہ کے باطل عقائد اور ہندوستان کے موجودہ ہندو قوم کے خرافات کے درمیان بڑی حد تک اشتراک پایا جاتا ہے، ہندوستان کے مسلمانوں میں ماہ صفر کی نحوست اور تیزہ تیزی کے خوف کے عقائد جو پیدا ہوئے ہیں وہ برادران وطن کے میل جول کے اثرات ہیں اور اب تو باقاعدہ دنیا پرست علماء مختلف جنتریاں اس طرح کی شائع کرتے ہیں جن میں نامعلوم کیا کیا خرافات درج ہوتی ہیں اگر امت اسلام کا یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب ہندوؤں کی طرح پنڈت جی سے مہورت کا پتہ اور وہ بھی رشوت دے کر کروائیں گے۔

اس ماہ کے ابتدائی تیرہ دنوں میں نئے شادی جوڑوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھا جاتا ہے انہیں ایک دوسرے کی صورت تک نہیں دیکھنے دی جاتی ہے حتیٰ کہ عام شوہر اور بیوی کو بھی تین دن تک ایک دوسرے سے الگ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ نحوست کا شکار نہ ہو جائیں یہ بالکل سراسر ہندوانہ عقیدہ ہے جو مختلف فلموں اور سیریلوں کی دین ہیں خدا معلوم شادی کی پہلی رات یا کون سی رات کالی رات مانی جاتی ہے مسلمانوں یاد رکھو دین اسلام کے صفحات اس قسم کے توہمات سے پاک ہیں۔

بعض مسلمان ماہ محرم میں اور صفر میں اس بناء پر شادی یا خوشی کا کوئی اور کام نہیں کرتے کہ محرم کے مہینہ میں کربلا کی سرزمین پر نواسہ رسول کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اور صفر میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ان دونوں واقعات کی بناء پر دونوں مہینوں کو شادی کے لئے منحوس سمجھا جاتا ہے حالانکہ کسی کی شہادت یا موت سے مہینوں اور دنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا ورنہ پھر تو ماہ ربیع الأول اس بناء پر بدرجہ اولی منحوس قرار پائے گا کیونکہ آپ ﷺ کی وفات اسی ماہ میں واقع ہوئی اور جمادی الأول کو اس لئے منحوس سمجھا جائے گا کیونکہ خلیفۃ المسلمین، یار غار رسول ابوبکر صدیق کا انتقال ہوا اور ذی الحجہ اس لئے منحوس سمجھا جانا چاہئے کیونکہ اسلام کے دسرے خلیفہ راشد عمر فاروق اور داماد رسول اور خلیفہ ثالث عثمان غنی کا انتقال ہوا اور ماہ رمضان اس لئے منحوس سمجھا جاتا کیونکہ اسلام کے چوتھے خلیفہ اور یکے از داماد رسول علی بن ابی طالب کا انتقال ہوا اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام ائمہ اسلام کی وفات اور شہادت کے ایام و مہینوں کو منحوس قرار دیں تو کوئی مہینہ بلکہ کوئی دن نحوست سے خالی نہیں رہے گا معلوم ہوا کہ دن اور مہینہ بذات خود منحوس نہیں ہوتا

ماہ صفر کو اس ناطے بھی منحوس سمجھا جاتا ہے کہ اس ماہ کی آخری تاریخوں میں سرور کائنات ﷺ بیمار ہوئے تھے حالانکہ یہ ماہ صفر کے منحوس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کا مزاج ماہ صفر کی وجہ سے نہیں بگڑا تھا بلکہ اللہ کی وہ مرضی تھی اور آپ ﷺ اگر اس ماہ میں بیمار نہ ہوتے تو کسی اور ماہ میں بیمار ہوتے اور وہ آپ ﷺ کی وفات کا سبب بنتا اور اگر ماہ صفر میں آپ ﷺ کی بیمار ہونا ماہ صفر کی نحوست کی دلیل ہو سکتی ہے تو ماہ ربیع الاول بھی بدرجہ اولی منحوس قرار پائے گا کیونکہ آپ ﷺ کی وفات اسی ماہ میں واقع ہوئی اور یہ کسی ادنی مسلمان کا بھی عقیدہ نہیں ہے کہ ماہ ربیع الاول منحوس مہینہ ہے۔

معلوم ہوا کہ نحوست کسی سال یا دن یا ماہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں کہیں ایمان اور عمل صالح خارج ہو جاتا ہے وہاں نحوست گھیر لیتی ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعليها ﴾ (فصلت ۴۶)

جو کوئی اچھا کام کرے گا اس کا فائدہ اسی کے لئے ہوگا اور جو خرابی کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔

آخری چہارشنبہ: بعض لوگ ایک من گھڑت واقعہ کو بنیاد بنا کر سیر و تفریح کے لئے شہر سے باہر نکلتے ہیں، ہریالی اور سبزہ پر قدم رکھنا سعادت سمجھتے ہیں وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اس آخری بدھ میں بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے اور مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے یہ نرا جھوٹ ہے تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ملتا اور نہ ہی حدیث میں بلکہ تاریخوں میں اس کے خلاف ثبوت پایا جاتا ہے "بدأ برسول الله مرضه الذى مات منه يوم الأربعاء ليلتين بقيا من صفر سنة إحدى عشرة فى بيت ميمونة ثم انتقل حين اشتد مرضه الى بيت عائشة وقبض يوم الإثنين ضحى فى الوقت الذى دخل فيه المدينة لإثنتى عشرة من ربيع الأول "(۴۱/۱)

رسول ﷺ کی اس بیماری کا آغاز جس میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے سن گیارہ ہجری میں صفر کے مہینہ کی جب دو راتیں باقی رہ گئی تھیں بدھ کے روز حضرت

میمونہ کے گھر میں ہوا پھر جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تو آپ حضرت عائشہ کے گھر منتقل ہو گئے ،اور دن سوموار بوقت چاشت بتاریخ بارہ ربیع الأول ٹھیک اسی وقت آپ کی روح قبض کر لی گئی جس وقت آپ مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو دیگر انبیاء کی طرح اللہ کی طرف رخصت ہونا ضروری تھا وہ کام اللہ کی مرضی کے تحت وجود میں آ گیا اس کا تعلق سعادت اور نحوست سے کچھ بھی نہیں۔

ماہ صفر کی بدعتوں میں سے ایک بدعت جو خاص طور سے صفر کے مہینے میں کی جاتی ہے وہ ہے مخصوص نماز جو صفر کے مہینہ کے آخری بدھ میں چاشت کے وقت چار رکعات کی تعداد میں پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں سترہ بار سورہ فاتحہ اور سورۃ الکوثر اور پچاس بار سورۃ الاخلاص اور ایک ایک بار معوذتین ہر رکعت میں ایسا ہی کریں اور سلام پھیر دی جائے سلام پھیرنے کے بعد تین سو ساٹھ بار ﴿الله غالب علی أمره ولكن أكثر الناس لايعلمون ﴾ اور تین بار جوہر کمال اور سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله ربالعالمين پڑھ کر ختم کی جائے اور فقراء و مساکین پر کچھ روٹی صدقہ کی جائے

اس مخصوص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ نفلی صلاۃ کی ادائیگی سے ان کا تصور اور عقیدہ ہے کہ اس دن میں نازل ہونے والی ساری تکلیفوں پریشانیوں آفات و بلیات سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ فرمادے گا۔

محترم قارئین: اس قسم کے مصنوعی اور خود ساختہ نفلی صلاۃ کا اہتمام کرنا اور پھر اس سے اتنے سارے فوائد کی امیدیں رکھنا بے سود اور بے معنی ہے کیونکہ مذکورہ صلاۃ بدعت کے قبیل ہے ایسا شخص دین میں اپنی طرف سے زیادتی کر رہا ہے اور دین کو اپنی طرف سے گھڑ رہا ہے۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہے کہ چاشت کے وقت تو ویسے بھی نماز مشروع ہے اگر ہم نے ذرا سا خصوصی انداز دیکر عبادت کر لی تو کون سا گناہ کرلیا؟ کیا ہم نے چوری کر لی ؟یا شراب پی لی؟ یا ڈاکہ ڈالا؟ ہم نے عبادت ہی تو کی ہے!

محترم قارئین: دین اتباع کا نام ہے ابتداع کا نہیں یہ خرابی نہیں تو پھر اور کیا ہے پہلے تو آپ بلا ثبوت اور بلا دلیل بلاؤں کو دعوت دیتے ہیں اور پھر آپ خود ساختہ اہتمام والتزام کر کے اس دن مخصوص صلاۃ ادا کرنے کو دین اور شریعت بتائیں اس سے بڑی خرابی اور کیا ہوگی؟ معلوم ہوا کہ ایسی کوئی اسپشل صلاۃ دین میں ثابت نہیں ہے۔

رسول ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پہ ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے

مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری ۱۳۲/۹، مسلم ۱۳۴۴/۳) جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود اور نا قابل قبول ہے۔

اس مہینہ کی ایک اور بدعت جو آج کل ہمارے ملکوں میں بعض نام نہاد مسلمان بڑے زور وشور سے رواج دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ کچھ نام نہاد مسلمان صفر کے آخری بدھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ایسے کاتب کے پاس حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں جو انہیں کاغذ پر انبیاء علیہم السلام کے اوپر سلام والی آیتوں کو مثلا ﴿سلام على نوح في العالمين' سلام علىٰ موسىٰ وهارون 'سلام علىٰ ابراهيم وغیرہ﴾ لکھ کر دیتا ہے اس کے بعد یہ اسے پانی کے برتن میں ڈالتے ہیں اور پھر اسے اس اعتقاد کے ساتھ پیتے ہیں کہ اس سے شر اور برائی اس دن کی دور ہو جائے گی اور اسے تبرک پر ہدیۃ کے طور پر ایک دوسرے کو دیتے ہیں جبکہ یہ انتہائی قبیح قسم کی بدعت ہے۔ دیکھئے السنن والمبتدعات لعبدالسلام الشقیری ۱۱۱

بعض لوگ جب صفر کی پچیس تاریخ کو اپنے کسی کام سے فارغ ہوتے ہیں تو اس کی تاریخ لکھتے ہوئے کہتے ہیں: خیر کے مہینہ پچیس تاریخ کو یہ کام ختم ہوا یہ بدعت کا علاج بدعت کے ذریعہ یہ مہینہ جیسا کہ میں نے عرض کیا نہ تو خیر کا ہے اور نہ ہی شر کا۔

دراصل اس قسم کی بدعقیدگی کی وجہ واہی اور تباہی روایتیں ہیں مثلا: یہ حدیث، جو کوئی صفر کے مہینہ کے گزرنے کی خوشخبری دیوے میں اس کو جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سناتا ہوں (الموضوعات لإ بن الجوزی)

دمشق میں بعض لوگ بدھ کے روز مریض کی عیادت کومنحوس اور بدفال سمجھتے ہیں چنانچہ بدھ کے دن عوام وخواص اور رشتہ داروں کے لئے مریض کی عیادت ممکن نہیں اس سلسلے میں انہوں نے ایک موضوع روایت سے استدلال بھی کیا ہے''یوم الأربعاء یوم نحس مستمر'' علامہ البانی نے ااس روایت کوموضوع قرار دیا ہے ۔دیکھیں السلسلۃ الضعیفۃ ۴/۸۳ حدیث رقم:۱۵۸۱

اسی طرح لوگوں میں رائج خرافات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے جس بدھ کے روز کسی مریض کی عیادت کی تو جمعرات کو وہ اس مریض کی عیادت کرے گا۔ان کا مطلب یہ ہے کہ بدھ کے روز اگر مریض کی عیادت کی جائے گی تو وہ مریض اس کے بعد دوسرے دن جمعرات کو مر جائے گا جس کی زیارت جمعرات کو قبرستان میں ہوگی۔

پھر تو بڑا آسان نسخہ ہے جس سے دشمنی ہواس کو زہر دینے کی ضرورت ہی نہیں دعا کریں بیمار ہوجائے اور آپ بس ایک عیادت کردیں اور پھر خلاص۔

اس قسم کے سبھی عقائد باطل اور بے بنیاد ہیں نبی کریم ﷺ نے تو مریض کے عیادت کی بڑی فضیلت بیان کی ہے ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة حتى يرجع (صحیح مسلم/عیادۃ المریض ۱۳ حدیث رقم:۶۷۱۷ وانظر صحیح الجامع حدیث رقم:۶۳۸۹)

یعنی جب ایک مسلمان دوسرے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جتنی دیر وہ عیادت کرتا ہے وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے۔

خرفۃ اس باغ کو کہتے ہیں جس کے میوے پکے ہوئے ہوں۔

معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا بلکہ اس کو اس قدر قیمتی بنادیا جاتا ہے کہ گویا وہ جنت کے باغات میں اپنا وقت لگا رہا ہوتا ہے۔

اس مہینہ کے تعلق سے ایک اور موضوع روایت بیان کی جاتی ہے: ٍجب محرم میں چاند گرہن لگے گا تو مہنگائی ،قتل وغارتگری اور حکمراں کی مشغولیت بڑھ جائے گی اور جب صفر میں چاند گرہن لگے گا تو ایسا ایسا ہوگا دیکھئے (المنار المنیف ص ۶۴)

محترم قارئین::قرآن وسنت کی واضح اور صاف وشفاف تعلیمات کا نام دین ہے اس قسم کی تمام روایتیں موضوع اور من گھڑت ہیں اس لئے دین کا حصہ نہیں بن سکتیں۔نبی ﷺ کی جانب نسبت کرنا بھی صحیح نہیں ہے،اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ آپ ﷺ پر بہتان باندھتا ہے۔

سال کے دیگر مہینوں کی طرح اس مہینہ کی تاریخ میں بھی ہمیں کئی اچھے کام ملتے ہیں جو محض اللہ کی مشیت اور توفیق سے اس کے بندوں نے کئے ہیں مثلا ہجرت کے بعد جہاد کی آیات اللہ تعالیٰ نے اسی ماہ میں نازل فرمائیں اور حبیب کبریا نے اپنے رب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پہلا غزوہ اسی مہینہ میں کیا جسے غزوہ ابوا بھی کہا جاتا ہے اور ودان بھی۔

× محسن انسانیت حضرت خدیجۃ الکبری کی شادی خانہ آبادی اسی مہینہ میں ہوئی

× خیبر کی فتح اسی مہینہ میں ہوئی

× واقعہ بیئر معونہ اور قبیلہ خثعم کی جانب قطبہ بن عامر کی قیادت میں سریہ کا بھیجا جانا نیز دیگر اہم واقعات صفر کے مہینہ میں پیش آئے ہیں۔زادالمعادج/۳

اب سوال یہ ہے کہ یہ سب جاننے کے بعد بھی بھلا کوئی مسلمان ایسا ہوگا جو اس مہینہ کو یا کسی اور مہینہ کے بارے میں نحوست کا عقیدہ رکھے گا اور کسی نیک کام کے کرنے سے گریز کرے گا ہرگز نہیں۔

دور جاہلیت کے دیگر عقائد ونظریات:

اہل جاہلیت کے نزدیک کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے پرندوں کو اڑا کران سے شگون اور فال لینے کا اعتقاد تھا وہ جانوروں کی آواز سے عورت اور بلی کے سامنے آنے سے،کسی کے چھینک دینے سے شگون لیا کرتے تھے اور ان میں سے کئی ایک چیزوں کو منحوس سمجھتے تھے۔

آ ج بھی ہمارے معاشرے میں توہم پرستوں کے یہاں اس قسم کے بے شمار عقائد پائے جاتے ہیں چھوت چھات کا عقیدہ، جانوروں کے آڑے ترچھے اڑنے سے فال بد لینا، کسی کے چھینک دینے سے شگون لینا، سامنے سے اگر کوئی کانا آدمی گزر جائے تو اس قسم کا اعتقاد رکھنا کہ وہ کام نہیں ہوگا، ڈرائیور ہے گاڑی چلا رہا ہے اچانک اگر بلی راستہ کاٹ دے تو سفر پرخطر ماننا وغیرہ وغیرہ۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ بلی گزر گئی تو راست کاٹ دیا کام نہیں ہوگا کام میں رکاوٹ ہوجائے گی منزل تک پہونچ نہیں سکتے، ایک مسلمان ہرگز اس طرح کا عقیدہ نہیں رکھ سکتا، نفع اور نقصان سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے ایک معمولی سی بلی کی کیا بساط۔ مذہب اسلام نے جاہلیت کے اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ آپ ﷺ نے اس قسم کے نظریہ یا عقیدہ کو شرک قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''الطیرۃ شرك الطيرة شرك '' بدشگونی شرک ہے بدشگونی شرک ہے (سنن ابوداؤد/ الطب ۲۴ حدیث رقم: ۳۹۱۰، سنن ترمذی/ السیر ۴۷ حدیث رقم: ۱۶۱۴)

ہمارے یہاں ایک اور پرندہ ہے جس کا نام ہی الو رکھ دیا گیا ہے اس پرندے کے بارے میں مشرکین مکہ کے یہاں یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ جس آدمی کو قتل کیا جاتا ہے اس کی روح الو کے اندر حلول کر جاتی ہے اور اپنا انتقام لینے کے لئے رات کو نکلتی ہے اور جب تک اس کا انتقام پورا نہ ہوجائے وہ روح الو بن کر راتوں کو گھومتی ہے عرب اپنے اس باطل عقیدہ کی وجہ سے الو کی آواز کو بھی منحوس جانتے ان کی یہ سوچ تھی کہ الو جہاں بولتا ہے وہ گھر برباد ہوجاتا ہے، کچھ اسی قسم کا عقیدہ آج مسلم معاشرہ میں بھی پایا جاتا ہے جبکہ اس قسم کے تمام عقائد کو اللہ کے رسول ﷺ نے باطل قرار دیا ہے۔

الو ہو یا چمگادڑ ہو یا ٹٹہری ہو اس کو آخر کیوں منحوس سمجھا جائے کیا وہ اللہ کی مخلوق نہیں ہے وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ کسی مردے کی کھوپڑی سے الو کی شکل نکلتی ہے یا اس کے بیٹھنے سے کام بگڑے گا اس کے بولنے سے موت طاری ہوگی یہ کھلا ہوا شرک ہے اس قسم کا عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید اور احادیث رسول کے مطالعہ سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مشرکین مکہ نے بدشگونی کو صرف ماہ وسال ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ پرندوں کو، شجر وحجر، انسان اور جانورں کو اور حد تو یہ ہے کہ انہوں نے انبیاء کرام جیسی مقدس ہستیوں کو بدشگونی کے کٹگرے میں کھڑا کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وإن تصبهم حسنة يقولوا هذه من عند الله وإن تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك قل كل من عند الله ' ما أصابك من حسنة فمن الله و ما أصابك من سيئة فمن نفسك﴾ (النساء ۷۸، ۷۹)

غور فرمائیں اگر کوئی انہیں بھلائی پہونچتی تو اس کو اللہ کی طرف منسوب کرتے اور جب ان کی بداعمالی کی وجہ سے قحط وبلا آلام ومصائب نازل ہوتے تو کہتے نعوذ باللہ من ذلک کہتے تیری اور تیرے نئے دین کی نحوست ہے یہ جو پریشانیوں سے ہم دوچار ہیں اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ انہیں بتا دو کہ بلا شبہ اچھائیاں جو تمہیں حاصل ہوئیں ہیں وہ اللہ کی نازل کردہ اور پریشانیاں بھی لیکن وہ تمہارے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔

اس چیز کو سورۃ یسین میں اللہ نے اور کھول کر بیان کر دیا ﴿طائر کم معکم﴾ (یسین ۱۹) تمہاری پریشانیوں کی وجہ ہم نہیں تمہارے اپنے کرتوت ہیں

بدشگونی اور بدفالی کے مقابلہ میں ہے نیک فالی ونیک شگون اور یہ جائز اور درست ہے کیونکہ نیک فالی انسان کو اطاعت اور توحید کی طرف لے جاتی ہے، امید کے دروازے کھولتی ہے، خوف سے سکون ملتا ہے، دل کو تقویت پہونچتی ہے اسی لئے آپ ﷺ اسے پسند فرماتے تھے مشہور حدیث ہے جس کے راوی ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ بیان کرتے ہیں: "كان النبي ﷺ يعجبه الفال الحسن ويكره الطيرة وفي رواية يحب الفال الحسن " صحيح بخاری الطب/ ٤٣ حديث رقم: ٥٧٥٤ صحيح مسلم السلام ٣٣ حديث رقم: ٢٢٢٠ سنن ابن ماجہ/ الطب ۴۳ حدیث رقم: ۳۵۳۶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کو فال حسن کیوں پسند تھا کیونکہ بدشگونی یہ بلا کسی دلیل کے اللہ سے بدظنی اور بدگمانی کے مترادف ہے اور مومن ہمیشہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے۔

نبی ﷺ جب لشکر یا سریہ کے امیر کے نام کے بارے میں دریافت کرتے اور حسن اتفاق ان کا نام رابح ناجح فائز ہوتا تو خوشی سے چہرہ انور کھل اٹھتا صلح حدیبیہ کے موقع

پرتو آپ ﷺ نے جب سہیل بن عمرو کو دیکھا تو برجستہ زبان مبارک سے کلمات صادر ہوئے "سهل الله أمركم" (الأدب المفرد/ ۳۱۵
فال حسن ہی کے قبیل سے آپ ﷺ کی عملی زندگی کے اور بہت سارے واقعات ہیں مثلاً آپ کو اچھے نام پسند تھے اور اچھے کاموں میں تیامن یعنی داہنی اپناتے تھے
کیونکہ اصحاب الیمین اصحاب الجنۃ ہوں گے۔

اوراس کے بالکل برعکس ہے بدشگونی جس کے بارے میں میں نے عرض کیا کہ بندہ ایک طرح سے اللہ کے بارے میں بدظنی کا شکار ہوتا ہے۔

مسلمانوں اسلام کی بنیاد ایمان اور یقین پر رکھی گئی ہے خدا وند قدوس کی ذات واحد اور اس کی ساری صفات کو دل وجان سے ماننے کا نام توحید ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ ساری کائنات انسانی کے لئے دنیا وآخرت میں نجات کا ذریعہ ہے اس کائنات میں حکم صرف اللہ کا چلتا ہے نفع اور نقصان سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے بارش برسانا سورج اگانا بلائیں ٹالنا بیٹا اور بیٹی دینا اسکے اختیار میں ہے رسول اکرم ﷺ نے زبان رسالت ونبوت سے نہایت ہی واضح طور پر فرمادیا: "اللهم لامانع لما اعطيت و لا معطى لما منعت و لا ينفع ذالجد منك" (صحیح بخاری الأذان ۱۵۵ حدیث رقم: ۸۴۴ صحیح مسلم/ المساجد ۲۶ حدیث رقم: ۵۹۳)

اے اللہ! جو تو دے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روک دے، اسے کوئی دے نہیں سکتا اور مالدار کو اس کی مالداری نفع نہیں دے سکتی۔

یہ مہینے یہ دن آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے بشرطیکہ آپ کے اعمال درست ہوں۔

دعا رب العالمین سے کہ وہ ہمیں ایسے برے عقیدوں سے محفوظ فرمائے جس سے ہمارے ایمان پر ضرب پڑتی ہو ایسے عقیدوں سے بچائے جسے لوگوں نے گھڑ لئے ہوں پاک وصاف نگینہ کی طرح ہمارا ایمان ہو اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے مسلم قوم کے عقائد کی اصلاح فرمادے۔

عبد المجید بن عبد الوہاب المدنی

داعیۃ: اسلامک سینٹر العیون۔الأحساء